ملکی حالات اور علماء کرام کی ذمہ داریاں

مولانا زبیر احمد صدیقی

حضرات علماء کرام بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کے وارث اور جانشین ہیں، وارث ہونے کے ناطے مورث کے جملہ اوصاف کا وارث کو حامل ہونا چاہیے، علماء کرام علم میں وارث انبیاء ہیں تو اسی طرح امت پر راحت، رحمت، شفقت اور خیر خواہی میں بھی وارث انبیاء ہیں، حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کی دنیوی اور اخروی بہبود کے لیے زندگی بھر نہ صرف کوشاں رہے بلکہ جملہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے رہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم﴾ (سورۃ توبہ:۱۲۸)

ترجمہ: (لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے جسے تمہاری بھلائی کی دُھن لگی ہوئی ہے جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق نہایت مہربان ہے۔

امت کی نجات کے لیے حق تعالیٰ نے آپ کے کرب والم کو یوں تعبیر فرمایا ہے:

﴿لعلك باخع نفسك علیٰ آثارهم ان لم یومنوا بهذا الحدیث اسفاً﴾ (سورۃ کہف ۶)

ترجمہ: اب (اے پیغمبر!) اگر لوگ (قرآن کی) اس بات پر ایمان نہ لائیں تو ایسا لگتا ہے جیسے تم افسوس کر کر کے ان کے پیچھے اپنی جان کو گھلا بیٹھو گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے لیے نمازوں میں تخفیف کرانا، امت کی مغفرت کے لیے عرفات، مزدلفہ اور منی میں دعاؤں کا اہتمام کرنا ﴿ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ﴾ کے نزول پر یہ فرمانا: "ان لا رضیٰ واحد من اتی فی النار". (تفسیر کبیر)

آپ کی امت پر شفقت کی واضح مثالیں ہیں، حضرات علماء کرام بھی امت کی خیر خواہی میں اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کا وارث ثابت فرمائیں، بدقسمتی سے بعض اہل علم کی فکر محدود اور جدوجہد کا دائرہ نہایت ہی مختصر سا رہ گیا ہے، کسی نے اپنی محنت کا میدان مدرسہ کی چار دیواری کو اور کسی نے صرف اپنی خانقاہ اور کسی نے اپنی مسجد ہی کو اپنی محنت کا میدان سمجھ لیا ہے جبکہ ہماری ذمہ داری پورے عالم کے انسانوں کی ہدایت کی کوششوں اور فلاح کی ہے، ہمیں بھی امت کے کفر، ارتداد، بے دینی پر ویسے ہی کڑھن اور کرب ہونا چاہیے جیسے انبیاء علیہم السلام کو کرب والم ہوا کرتا تھا، امت کی بے راہ روی پر اٹھنے والا درد خود ہی عمل کی راہیں متعین کرتا ہے، کام کے راستے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں اور یوں محنت اور اس کا ثمرہ سامنے آجاتا ہے۔

دائرہ کار:......ہمیں اپنے دائرہ کار میں بھی وسعت لانا ہوگی، ملک میں تیزی سے حالات بدلے ہیں اور برق رفتاری سے بدل رہے ہیں، عوام الناس کی دینی زبوں حالی انتہاء کو پہنچ چکی ہے، فکری، اعتقادی اور عملی فساد راسخ ہو چکا ہے، اکثر لوگ دین کے بنیادی ارکان سے بھی لابلد ہیں، ملک کا اکثریتی طبقہ بنیادی اسلامی عقائد نہیں جانتا، عبادات تک سے ناواقفیت ہے، معاملات کو تو درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا جاتا، حلال حرام کی تمیز ختم ہو کر رہ گئی ہے، کرپشن، بدعنوانی معاشرہ کے رگ وریشہ میں پیوست ہو چکی ہے، شہوانیت اور بہیمیت نے انسانی حدود توڑ کر انسانوں کو جانور بنا دیا ہے، انسانی ہمدردی، محبت اور الفت کا نشان تک باقی نہیں رہا، قتل وغارت گری اور لوٹ مار فیشن بن چکا ہے، خود غرضی اور طمع ولالچ نے والدین اور اولاد تک میں تفریق پیدا کر دی ہے، ان حالات میں اہلِ علم کو عوام تک رسائی حاصل کر کے فکر عوام کرنا ہوگی، اصلاح کا بیڑہ اٹھانا ہوگا، لوگوں کو دین پر لانے کے لیے بہتر حکمت عملی اختیار کرنا ہوگی، تقریر وتحریر کے ذریعے یہ کمزوریاں دور کرنا ہوں گی، ہمارے پاس مدارس میں جو طبقہ موجود ہے ان کی تعداد تقریباً بیس لاکھ ہے، گویا ہماری محنت کا میدان بیس لاکھ افراد ہیں جبکہ پاکستان کی کل آبادی سولہ کروڑ سے سترہ کروڑ کے درمیان ہے، باقی آبادی کی ہدایت کا فریضہ بھی علماء کرام کا ہے، اس لیے علماء کرام اس طبقہ کی ہدایت کے لیے موثر سعی فرمائیں۔

مغربی تہذیب کا مقابلہ......امریکہ اور یورپ اسلامی ممالک پر بالخصوص اور دنیا بھر میں بالعموم اپنی تہذیب و ثقافت مختلف طریقوں سے مسلط کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، معاشی لحاظ سے مستحکم یہ اقوام دیگر اقوام کو اپنے غلام سمجھ کر بزور بازو ان پر فکری، عسکری اور ثقافتی یلغار کیے ہوئے ہیں، اس مقصد کے لیے ان اقوام نے مسلم ممالک کے مقتدر طبقہ کو ہمنوا اور زیر اثر بنانے کے ساتھ ساتھ میڈیا کی طاقت بھی حاصل کی، ملٹی نیشنل کمپنیاں اور این جی اوز کو اپنا دست وبازو بنا کر مسلم معاشرہ پر یلغار کر دی ہے، جس کے نتیجے میں فکری ارتداد، قادیانیت، عیسائیت، انکار حدیث اور الحاد فی الدین کے نظریات فروغ پا رہے ہیں، جنسی بے راہ روی نے ملک بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، حکومتوں

کے ناجائز اقدامات نے یورپین وامریکی منصوبہ کو تقویت اور اسلامی ثقافت کو کمزور تر کر دیا ہے، نتیجتاً بے راہروی کو قانونی تحفظ مل چکا ہے، نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنے اپنے خاندان اور والدین کے علی الرغم کورٹ میرج رچا لیتے ہیں، یوں ایک عرصہ تک غیر شرعی تعلقات رکھنے کے بعد قانون کا سہارا لے کر اس غلط اقدام کو تحفظ فراہم کرتے ہیں، جبکہ عدالت نہ تو اس جوڑے سے کفو وغیر کفو کے شرعی مسلمہ اصول کے بارے میں سوال کرتی ہیں اور نہ ہی والدین کو طلب کیا جاتا ہے۔

اسی طرح شادی شدہ خواتین دعویٰ تنسیخ عدالت میں دائر کرتی ہیں، اس دعویٰ پر عدالتیں بغیر شرعی تقاضے پورے کیئے خلع ڈگری کر کے میاں بیوی میں نکاح فسخ کرواتی ہیں، جبکہ جمہور مفتیان کرام کے فتویٰ کے مطابق اس طرح نکاح فسخ نہیں ہوتا یوں خواتین پہلے نکاح کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ نکاح کر کے زندگی بھر گناہ میں مبتلا رہتی ہیں۔

مغربی ثقافت کا ایک خاصہ خود غرضی اور طمع و لالچ بھی ہے، اس کا لازمی نتیجہ سود اور جوئے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ سرمایہ دارانہ نظام کی اساس جوا اور سود ہی ہے، یہ بیماریاں ہمارے معاشرہ میں بھی ناسور کی طرح رچ بس گئی ہیں، شراب اور منشیات کا استعمال تو اب اس قدر کثرت سے ہونے لگا کہ اس جانب کسی کی توجہ ہی نہیں رہی، اہل علم وارثانِ نبیؐ ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے کافرانہ ثقافت، تمدن اور نظام کو توڑ کر نظام الٰہی نافذ کیا ہے، اس لیے علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس نظام کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور اپنی تمام تر توانائیاں اس مقصد کے لیے صرف فرمائیں، عوام الناس کو مغربی ثقافت کے مضر اثرات سے آگاہ فرمائیں، اسلام کی صحیح روح اور شکل لوگوں کے سامنے ظاہر کریں، تو جس ماحول میں آنکھیں کھل رہی ہیں وہ اسی کو اپنا تمدن بنا رہی ہیں، انہیں یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اسلام کا آفاقی نظام کس قدر مبارک اور مفید ہے، نیز مغرب کے اس بے ہودہ طرز زندگی میں دنیا و آخرت کا کتنا نقصان ہے، اس سلسلہ میں اہل علم کے لیے کام کی چند صورتیں پیش کی جارہی ہیں۔

۱)...... **موثر و مفید خطبات:**...... ہمارے خطباء کرام عموماً اپنے جمعہ، عیدین اور عوامی خطبات میں جن موضوعات پر گفتگو فرماتے ہیں وہ چند مخصوص عنوانات ہیں، نئے فضلاء اپنے خطبات تیار کرنے کی بجائے پہلے سے شائع شدہ خطباء کرام و علماء کرام کے مواعظ و خطبات کے مطالعہ پر اکتفا کر کے بیان کر دیتے ہیں، یہ خطبات بھی بہت مفید اور موثر ہیں لیکن ہر دور کے اپنے تقاضے اور ہر جگہ کا اپنا مقتضیٰ ہوتا ہے، اس لیے موجودہ حالات اور مقام کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر تقریریں کی جائیں، موروضی حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء کرام اپنے خطبات میں درجِ ذیل موضوعات کو اہمیت سے اجاگر کریں۔

(۱)...... اسلام و کفر کا باہمی موازنہ (۲)...... سنت و بدعت (۳)...... اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف لگائے جانے والے الزامات کے مدلل جوابات (۴)...... فتنہ انکار حدیث اور انکار فقہ کا رد (۵)...... عفت و پاک دامنی کی اہمیت (۶)...... اسلامی شکل و صورت اور وضع قطع کی اہمیت (۷)...... رزق حلال کی برکات اور رشوت و بدعنوانی کے نقصانات

(۸)......فحاشی وعریانی کی مذمت ونقصانات (۹)......حقوق العباد کی اہمیت (۱۰)......اسلامی احکام کی پابندی کے ثمرات (۱۱)......قربِ قیامت میں ظاہر ہونے والے فتنوں کا تذکرہ اوران سے بچاؤ کی تدابیر (۱۲)......قرآن وسنت کی اہمیت اوراعتماد علی الاسلاف کی ضرورت (۱۳)......حلال وحرام کا فرق اور دورِ حاضر میں رزق حرام کی صورتیں (۱۴)......تجارت کی جائزاورناجائز صورتیں۔

اس سلسلہ میں امم سابقہ کے واقعات، حضرات صحابہ کرام اور اسلاف امت کی زندگیوں کے پاکیزہ واقعات سے مدد لی جاسکتی ہے، جمعہ وعیدین کا اجتماع اہل علم کے پاس رائے عامہ کی درستگی اورفکری تربیت کے لیے بہترین ہتھیار ہے خاص طور پر عیدین کے اجتماع میں ایسا طبقہ بھی ہمیں میسر ہوتا ہے جو سال بھر ہماری گفتگو نہیں سن پاتا، اس لیے جمعہ وعیدین کا خطبہ نہایت ہی جامع، مفید اور موثر ہونا ضروری ہے، اس میں معاشرتی مسائل اورسماجی برائیوں کے خاتمہ کے لیے قرآن وحدیث سے مدلل شستہ گفتگو بہت سوں کی ہدایت کا باعث بن سکتی ہے، نیز کئی ایک لوگ گناہوں سے تائب بھی ہوسکتے ہیں۔

۲)......**قلمی جہاد:**......فکری، اعتقادی، سماجی برائیوں کے خلاف قلم بھی بہترین ہتھیار ہے، اہل علم اپنی تحریروں میں مذکورہ بالا موضوعات کو اجاگر فرمائیں، اپنے مضامین اتنے مفید اور موثر بنائیں کہ قومی اخبارات میں انہیں جگہ مل سکے، علاوہ ازیں مشنری جذبہ کے ساتھ جرائد، رسائل اور کتب کاروباری سوچ کے بغیر عوام الناس پہنچائیں، جامعات ومدارس سے نکلنے والے رسائل وجرائد کو عوامی اورسلیس بنایا جائے تاکہ حق کا یہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔ان خطبات وتحریرات کو انٹرنیٹ (ویب سائٹس) پر بھی نشر کیا جائے، یہ رسائل وکتب عام لوگوں کو ای میل بھی کی جائیں، الغرض ہرممکن طریقے سے اپنا پیغام عوام کو پہنچانے کا بندوبست کیا جائے۔

۳)......**عصری تعلیمی اداروں سے رابطہ:**......عوام الناس کے بیشتر بچے اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں زیرتعلیم ہیں، یہی طبقہ ہے جو مستقبل میں ملک کی زمام انتظام واقتدار بھی سنبھالتا ہے اورمغربی تہذیب وافکار کا سب سے زیادہ شکار بھی یہی طبقہ ہے، اس طبقہ کو اس سے نجات دلانا دراصل ایک بڑا کام ہے، اس لیے عوامی تعلیمی اداروں تک اہل علم کی رسائی نہایت ہی ضروری ہے، اہل علم ان عوامی تعلیمی اداروں میں اپنے اساتذہ وانتظامیہ کے ذریعے رسائی حاصل کرسکتے ہیں، اثرورسوخ کے ذریعے اگر اسکول کی اسمبلی میں روزانہ یا ہفتہ وار پانچ سے دس منٹ کی گفتگو کا موقع حاصل کرلیا جائے اور یہ گفتگو بامقصد اور باسلیقہ ہو نیز مطالعہ کے ساتھ تیاری کی گئی ہو اوراخلاص کے ساتھ کی گئی ہو تو ان شاء اللہ یہ نہایت ہی انقلاب انگیز ہوگی، اسکولز وکالجز وغیرہ میں تدریس کرنے والے علماء کرام کے لیے تو کام کا بہت بڑا میدان ہے وہ آسانی کے ساتھ اپنے اپنے ان تعلیمی اداروں میں اہداف حاصل کرسکتے ہیں، علماء کرام اپنی سرپرستی میں مدارس سے الگ تھلگ عوامی تعلیمی ادارے قائم کرکے اسلامی ثقافت کا احیاء بھی کرسکتے ہیں، چنانچہ بہت

سے علماء کرام نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے کہ انگلش میڈیم سکولز میں دینی ماحول پیدا کر کے تعلیم میں بھی نام پیدا کیا جا سکتا ہے اور دینی اہداف بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

مختلف دینی شعبہ جات کا باہمی ربط:...... دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے حضرات ایک دوسرے کے ساتھ کام میں معاون ہوں تو اس کے بھی بہتر نتائج سامنے آسکتے ہیں، لکل فن الرجال کے مسلمہ اصول کے تحت ہر شعبہ میں کام کرنے والے حضرات تقسیم کار سمجھ کر اپنے اپنے شعبہ میں اخلاص کے ساتھ کام کریں لیکن دوسرے شعبوں میں کام کرنے والوں کے کام کی نفی نہ کریں بلکہ حتی الامکان تعاون فرمائیں، تبلیغ دین، جہاد فی سبیل اللہ، تعلیم وتدریس، تزکیہ واصلاح، اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد، ردفرق ظاہر، احقاق حق وابطال باطل دین کے مختلف شعبہ جات ہیں، ہر آدمی بیک وقت تمام شعبہ جات میں کام نہیں کر سکتا، اس لیے ضروری ہے کہ کسی ایک شعبہ میں مصروف عمل ہو اور اپنے شعبہ میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے، دوسرے شعبوں میں کام کرنے والوں کا قلبی احترام کرے، ان کے لیے دعا گو ہو اور حتی الامکان ان کا ممد ثابت ہو، نقصان اس وقت ہوتا ہے جب ایک شعبہ کو پورا دین سمجھ لیا جاتا ہے اور دوسرے شعبوں میں کام کرنے والوں کے کام کی عدم ضرورت یا عدم اہمیت کو ظاہر کیا جاتا ہے، دین کے جملہ شعبہ جات کی مثال بدن کے مختلف اعضاء کی ہے، ایک جسم میں ہر عضو کی اپنی جگہ ایک حیثیت اور ضرورت ہے، کسی بھی عضو کے نقصان کی صورت میں پورے جسم کا نقصان ظاہر ہوتا ہے، دین کے ان شعبوں میں کام رنے والوں کا باہمی ربط ان شاء اللہ اشاعت دین کا ذریعہ ہوگا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله و اصحابه اجمعین

آج کا بڑا المیہ ماضی کے تناظر میں یہ بھی ہے کہ علماء کو علوم اور مغربی ثقافت سے مرعوبیت کی لہر تیزی سے بہائے لے جا رہی ہے اور اس کا مشاہدہ آپ ہر جگہ کر سکتے ہیں تمدن کی بے پناہ ترقی کے پیش نظر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم اس کی اپنے ماحول کے مطابق ضروری چیزوں کو اختیار کرتے لیکن ہمارا میلان تعیش کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسی طرح بطور خاص علماء پر لازم تھا کہ وہ اپنی اولاد کی علوم قرآن وسنت سے وابستگی کا مضبوط انتظام کرتے، لیکن بجائے اس کے ہو یہ رہا ہے کہ وہ ان کو عصری علوم کی تعلیم دلانے اور اس میں کمال پیدا کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کہنے والے نے یونہی نہیں کہہ دیا تھا بلکہ اسلام کی زریں انقلاب آفریں تاریخ کے پیش نظر کہا تھا اور بالکل بجا کہا تھا: ''لن یصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها'' اور ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک بزرگ نے فرمایا تھا: ''النجاة في علوم المصطفی''۔ یہ بھی اسی طرح بالکل درست فرمایا تھا۔ (صدائے وفاق، از حضرت شیخ الحدیث مدظلہ)